© rasailojaraid.com



# ہندوستان میں عربی شاعری

توقیر عالم فلاحی
ریسرچ اسکالر، شعبۂ عربی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

عربی زبان وادب میں شعروشاعری کی دنیا لالہ زار نظر آتی ہے عہد جاہلیت ہو یا اوائل عہد اسلام، عہد امیہ ہو یا عہد عباسیہ یا پھر عہد اسپین اور عہد جدید، ان تمام ادوار کے تقلب کے ساتھ ہی ساتھ مختلف جہتوں سے شعروشاعری کے جلوے دکھائی پڑتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ عربی زبان نے خطۂ عرب سے نکل کر پورے مشرق ومغرب کو اپنے جلو میں لیا۔ اور زبان وادب کی دنیا کو اپنے فیوض و برکات سے مالامال کر دیا۔ عربی زبان کا فیضان عام منثور ادب کے علاوہ منظوم ادب کو محیط ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شاعری نے ہر دور، ہر خطۂ ارض اور ہر شعبۂ زندگی میں فکروخیال کی دنیا کو بدلا ہے۔

جن دیار غیر کو عربی زبان اور ادب کی قدردانی کا شرف حاصل ہے ان میں ہندوستان کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ ہاں یہ صحیح کہ زبان وادب کے فروغ میں ماحول اور مروجہ افکار وخیالات کا اہم رول ہوا کرتا ہے چونکہ ہندوستان میں اسلام خراسان اور ماوراء النہر کے راستوں سے آیا تھا۔ اور ان دونوں علاقوں میں فلسفہ اور منطق کے اثرات غالب تھے اس لیے ہندوستان کی سرزمین نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



نے عربی زبان کو تاخیر سے قبول کیا۔ ہاں ترکوں کے حملوں کے بعد حالات قدرے سازگار ہوئے۔ اس طرح عربی زبان کو پھلنے پھولنے اور اثر و رسوخ کا موقع ملا۔

ہندوستان میں قدرے تاخیر سے ہی صحیح عربی نثر اور نظم دونوں پہلوؤں پر توجہات مذکور کی گئیں۔ ہند میں عربی زبان کی تاریخ میں بلاشبہ کچھ ایسے نام بھی ملتے ہیں جنھوں نے الگ الگ نثر اور نظم کو تحقیق کا میدان بنایا لیکن ایسے لوگوں کی فہرست طویل ہے جنھوں نے بیک وقت دونوں پہلوؤں پر توجہ دی اور دیار غیر میں کمال فن کا مظاہرہ کر کے ہندوستان کی زمین شور کو زرخیز بنا دیا۔

شیخ سعد بن سعود سلیمان لاہوری متوفی ۵۱۵ھ تذکرہ نویسوں کے مطابق وہ اول شخص ہیں جنھوں نے ہندوستان میں باضابطہ شاعری کا بیج بویا۔(۱) آپ کی شاعری میں ابن زیدون، ابن ہانی اور ابن خفاجہ جیسے اندلسی شعراء کی جاذبیت و دلکشی ملتی ہے اور ابن عبدربہ اور لسان الدین الخطیب کے طرز کی متانت اور امراء القیس اور عمرو بن کلثوم کی سی جرأت و بہادری۔ سعد کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔(۲)

ثق بالحسام فانہ میمون — وارکب وقل للنصر کن فیکون

ترجمہ:- تلوار پر اعتماد کرو بے شک یہی صاحب سعادت ہے اور سوار ہو جاؤ پھر فتح و نصرت سے کہو کہ تو ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔

سعد لاہوری کو یقیناً اس بات کا [illegible] اعزاز حاصل ہے کہ سب سے پہلے یہاں شاعری کو متعارف کرایا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس سلسلے میں اولیت کا شرف حاصل کرنے کے باوجود انھوں نے عربی شاعری کی کوئی قابل ذکر تحریک پیدا کر دی ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سعد کے بعد تقریباً پونے تین سو سال تک اس پر جمود طاری دہتا ہے۔ قاضی عبد المقتدر بن رکن الدین دہلوی المتوفی ۷۹۱ھ نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



صدیوں کے اس سکوت کو توڑا اور پھر عربی شاعری کے تن مردہ میں نئی جان سے ڈال دی۔ آپ کی شاعری میں آخرت کی یاد دہانی۔ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے تنذیر، دنیا کی بے بضاعتی اور قناعت جیسے موضوعات قابل ذکر ہیں۔ عربی زبان وادب پر آپ کو قدرت حاصل تھی جس کا واضح ثبوت وہ لامیہ قصیدہ ہے جو لامیۃ العرب طغرائی کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس قصیدہ میں جہاں مذکورہ بالا موضوعات نمایاں ہوتے ہیں وہیں قدیم قصیدہ نگاروں کے اسلوب کی تقلید بھی نظر آتی ہے۔ قصیدے کا پہلا شعر قدیم شعراء کے اسلوب کا واضح ترجمان ہے۔ چند اشعار دیکھے جائیں ے

| | |
|---|---|
| یا سائق الظعن فی الأسحار والأصل | سلم علی دار سلمی وابک ثم سل |
| یا طالب الجاہ فی الدنیا یکون غداً | علی شفا حفرۃ النیران والشعل |
| یا طالب العز فی العقبی بلا عمل | ھل تنفعنک فیھا کثرۃ الأمل |
| یا من تطاول فی البنیان معتمداً | علی القصور وخفض العیش والطول |
| أأنت فی غفلۃ والموت فی أثرہ | یعدو وفی یدہ مستحکم الطول |
| إقنع من العیش بالادنی وکن ملکاً | ان القناعۃ کنز عنک لم یزل (۳) |

ترجمہ:۔ اے صبح وشام اونٹنی کے ہانکنے والے سلمیٰ کی قبر پر جاکر میرا سلام کہنا۔ اور رونا پھر دکھ پوچھنا۔

اے دنیا کی جاہ وحشمت کے طلبگار کل تو آگ اور شعلوں کے گڑھے کے کنارے ہوگا۔

اے بے عمل آخرت میں سرخروئی کے طالب کیا آخرت کے سلسلے میں محض بہت ساری امیدیں ہی تمہارے لیے سود مند ہوں گی۔

اے محلات وقصور اور عیش وعشرت کے بھروسے عمارتوں کی تعمیر میں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے والے شخص تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو حالانکہ موت اپنے ہاتھوں میں مضبوط رسی لے کر تمہارا تعاقب کر رہی ہے۔

تم زندگی گذارنے کے لیے تھوڑی سی چیز پر قناعت کر کے بادشاہ بن جاؤ یقیناً قناعت تمہارے لیے لازوال دولت ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اگرچہ اصلاح و تجدید کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے، لیکن ان کی اصلاحی یا تجدیدی کاوشوں کا سرمایہ جہاں فارسی زبان میں ہے وہیں عربی زبان و ادب میں بھی نمایاں ہے۔ فصاحت و بلاغت ان کے رگ و پے میں سرایت تھی۔ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ معاصرین کے مقابلے میں انہیں اس معاملے میں تقدم و پیشوائی کا شرف حاصل تھا مولانا عبدالحئی الحسنی نے ہندوستان میں عربی ادب پر بحث کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

"ومنهم الشيخ الأجل ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي الذي أكرمه الله تعالى بالفصاحة في اللغة العربية دون كثير من المولدين وغيرهم۔ اذا سمعت من لفظه الرقيق المعرب البديع خيّل اليك كأنما هو رجل نشأ ببادية من علياء هوازن أو كأنما ادبته امرأة من سفلى بني تميم۔ (۴)

ترجمہ۔ انہیں (فرزندانِ ادب) میں شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی ہیں جنھیں بہتیرے مولدین اور دوسرے شعراء کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت کی نعمت سے نوازا تھا۔ جب تم ان کے آسان و خوشگوار، فصیح ادا ہونے والے الفاظ سنو گے تو تمہیں ایسے معلوم ہوگا گویا کہ انہوں نے بنو ہوازن کے بالائی حصے کے کسی دیہات میں پرورش پائی ہو یا بنو تمیم کے نشیبی علاقے کی کسی عورت نے انہیں آغوشِ تربیت میں لیا ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



شاہ صاحب دہلوی کو بلا شبہ عالم اسلام میں نثری ادب پر مشتمل فکری اثاثے اور شب و روز کے عملی جہاد سے شہرت حاصل ہے لیکن عربی زبان و ادب میں حجۃ اللہ البالغہ جیسی اکثر شاہکار زمانہ تصنیف کے مالک ہیں تو دوسری طرف شعر و شاعری بھی وہ وصف ہے جو شاہ ولی اللہ دہلوی کی ادیبانہ شخصیت کے خاکے میں رنگ بھرتا ہے اور اس تجزیے میں صداقت نظر آتی ہے کہ ہندوستانی شعراء میں شاہ صاحب کی شخصیت کے اس پہلو کو زیر بحث لائے بغیر ہندوستان کی عربی شاعری کا مطالعہ تشنہ رہے گا۔ شاہ صاحب کے دیوان کے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں جن میں شاہ صاحبؒ کے حب رسول کے ساتھ ہی ساتھ ان کا شاعرانہ ذوق ناطق نظر آتا ہے ؎

تطلبت ھل من ناصر أو مساعد — الوذ بہ من سوء خوف العواقب

فلست أری الا الحبیب محمداً — رسول الٰہ الخلق جم المناقب

ومعتصم المکروب فی کل غمرۃ — ومنتجع الغفران من کل ھائب

ملاذ عباد اللہ ملجأ خوفھم — اذا جاء یوم فیہ شیب الذوائب (۵)

ترجمہ: میں نے ڈھونڈا کہ کیا کوئی ایسا ناصر و مددگار ہے جس کی میں تابع کے خوف کی برائی سے پناہ حاصل کروں۔

بس میں نے محمدؐ کے علاوہ کسی کو اپنا دوست نہیں پایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام مخلوقات کے معبود کے پیغمبر ہیں اور جو تمام طرح کی خصوصیات و فضائل کا مجموعہ ہیں۔

وہ ہر مصیبت میں دکھیاروں کی جائے پناہ ہیں اور خوف زدہ کے لیے عفو و درگذر کا سرچشمہ قیامت کی وحشتنا کیوں اللہ کے بندوں کی پناہ گاہ اور اور ان کے خوف و ہراس کے عالم میں جائے حفظ و امان ہوں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



غلام علی آزاد بلگرامی ہندوستانی شعراء کے صف اول میں شمار ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا علماء اور ادباء کے ادبی کارناموں کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاتا کہ عربی، سنسکرت اور فارسی تینوں زبانوں میں مہارت تامہ رکھنے کی بناء پر غلام علی آزاد بلگرامی کی ادبی خدمات کہیں زیادہ ہیں۔ نواب صدیق حسن خاں کے بقول (۶) بلگرامیؒ ایک فقیہ، محدث اور نمایاں ادیب تھے۔ السبعۃ السیارۃ وغیرہ میں ان کے تمام اشعار کی تعداد گیارہ ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ ہندوستان کے حسّان ہیں۔ انہوں نے شاعری کی زبان کو مدحت رسول کا لبادہ پہنایا اور اس میں ایسے نادر معانی پیدا کیے جو کسی بھی ممتاز شاعر کے حصے میں نہیں آئے۔ غزل گوئی میں ان کا خاص اسلوب ہے جس تک دوسرے اصحاب فن کی رسائی بمشکل ہی ہوتی ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ آزاد بلگرامی اور باقر آگاہ کی عربی تحریریں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی حجۃ اللہ البالغۃ کے معیار سے پست ہیں۔ اس لیے عربی ادب میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا۔ (۷) یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ حجۃ اللہ البالغۃ شاہ صاحب محدّث دہلوی کی ایک موقر تصنیف ہے جس کے اندر شرعی امور و مسائل پر شرح و بسط سے گفتگو کے ساتھ ساتھ اعلیٰ ادب کا جوہر بھی نمایاں ہے لیکن اس سے دوسری شخصیات کی خدمات اور کارناموں کی کم مائیگی اور بے وقعتی پر استشہاد بجا نہیں معلوم ہوتا۔ جہاں تک آزاد بلگرامی کی بات ہے سبحۃ المرجان، مظہر البرکات، ضوء الدراری شرح صحیح البخاری، شفاء العلیل اور الدوادین السبعۃ وغیرہ میں آپ کی ادیبانہ شخصیت کے مختلف جلوے نظر آتے ہیں۔ اور تمام ادبی کارناموں سے قطع نظر اگر گیارہ ہزار اشعار پر مشتمل السبعۃ السیارۃ کے مختلف موضوعات و شمولات کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



غیر جانبدارانہ دیکھا جائے تو اس اعتراف حقیقت سے گریز کی نوبت نہیں آتی کہ ہندوستان میں عربی شاعری کی تاریخ بلگرامی کے ذکر کے بغیر تشنۂ تکمیل رہے گی۔

آزاد بلگرامی کی شاعری میں مدحت رسول کا ہی وہ درخشاں پہلو ہے جس کی بناء پر علمائے مکہ معظمہ نے آپ کو حسان الہند کا خطاب دیا۔(۸) بلگرامی کے گنجینۂ اشعار سے مدحیہ قصیدہ کے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

من ای ناحیۃ مجیئک یا صبا ان جئت من وادی العقیق فمرحبا
انا یا نسیم علیٰ نوالک شاکرٌ شرفتنی متفضلا مجتبباً
ھو افضل الرسل الکرام جمیعھم واجلھم قدراً وارفع منصباً
ھو صاحب التبلیغ اوتی حکمۃً اتی اولی الالباب دینا اصوبا (۹)

ترجمہ:۔ اے باد صبا تو کس سمت سے آئی ہے۔ اگر تیری آمد وادی عقیق کی جانب سے ہے تو خوش آمدید۔

اے نسیم صبا! تیری نوازش پر میں مشکور ہوں۔ تو نے مہربانی کر کے اور مجھ پر اپنی نظر انتخاب ڈال کر مجھے شرف یاب کیا ہے۔

آپ کو تمام ہی معزز رسولوں میں افضلیت کا مقام حاصل ہے اور قدر و منزلت اور جاہ و منصب کے اعتبار سے سب میں نمایاں اور برتر ہیں۔

آپ دعوت و تبلیغ کے ایسے علمبردار ہیں جسے حکمت کی دولت سے نوازا گیا ہو۔ آپ نے عقل و سمجھ والوں کو دین برحق کا عطیہ دیا۔

آزاد شاعری میں غزل گوئی کو بھی بعض خصوصیات کی بناء پر کم از کم ہندوستانی شعراء میں تقدم کا شرف حاصل ہے۔ عشق و عاشقی کے نشیب و فراز اور ہجر و وصال کے احوال و کوائف کی جو تصویر کشی آزاد کی شاعری میں ملتی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



وہ آزاد کی شاعری کا ہی نشان امتیاز ہے۔ (۲) عاشق و معشوق کے مابین ہجر و وصال کی سنگینی ولذت آزاد کے ان شعروں میں نمایاں ہے ؎

عشأن المحب عجیبٌ فی صبابتہٖ الہجر یقتلہ والوصل یحییہ

لولاہ ماشاقہ عرف الصبا سحراً ولم یکن بارق الظلماء یشجیہ

ترجمہ :۔ عاشق کا حال حالت عشق میں عجیب ہوتا ہے۔ فراق اسے مار ڈالتا ہے اور وصال اسے زندہ رکھتا ہے۔

اگر ایسا نہ ہو تو صبح کے وقت باد صبا کی خوشبو اس پر شاق نہ گذرے اور نہ تاریکیوں کی کرن غمزدہ و محزون بنائے۔

شیخ سعد بن مسعود لاہوری، قاضی عبد المقتدر دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور غلام علی آزاد بلگرامی کے علاوہ شیخ عبد الرحیم، عبد الجلیل بلگرامی، انور شاہ کشمیری، شیخ باقر، فضل حق خیرآبادی، اور عباس چریاکوٹی وغیرہم ہند کے عربی ادب کی وہ ممتاز ترین ہستیاں ہیں جنھوں نے منثور ادب کے علاوہ منظوم ادب کو اپنی فکری اور فنی کاوشوں کا نذرانہ پیش کر کے ہندوستان کی عربی شاعری کو مالا مال کر دیا ہے۔

## مراجع وحواشی

(۱) عماد الحسن آزاد فاروقی (مرتب) - ہندوستان میں اسلامی علوم و ادبیات. ص ۱۴۰۔ دسمبر ۱۹۸۶ء۔ دہلی، اگرچہ بعض نے ہارون بن موسیٰ ملتانی کو عربی کا پہلا ہندوستانی شاعر قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو معارف۔ جولائی ۱۹۶۸ء ص ۷۰

(۲) عبد الحیٔ الحسنی - الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند ص ۲۴ ۱۹۸۵ء دمشق۔

(۳) ایضاً ایضاً ایضاً ۴۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



(۴) ایضاً ایضاً ایضاً ۴۹

(۵) ایضاً ایضاً ایضاً ۴۶

(۶) نظوۃ السکران بحوالۂ ہندوستان میں اسلامی علوم وادبیات۔ عماد الحسن آزاد فاروقی (مرتب) ص ۱۴۰

(۷) محمد مرتضیٰ۔ مولوی محمد باقر آگاہ ص ۸۔ حیدرآباد دکن۔

(۸) مقدمۂ دیوان عربی "السبع السیارۃ" ص ۳۔ طبع لکھنؤ۔

(۹) مختار دیوان آزاد۔ ص ۸۷۔ لکھنؤ۔

(۱۰) عماد الحسن آزاد فاروقی (مرتب) ہندوستان میں اسلامی علوم وادبیات ص۔

© rasailojaraid.com